مولانا محمد اسماعیل ریحان
روزنامہ اسلام کراچی

حضرت شیخؒ کی مؤمنانہ فراست اور مجاہدانہ کردار

ابھی جامعہ حمادیہ کے بانی حضرت مولانا عبدالواحد صاحب کی رحلت کا صدمہ تازہ تھا کہ جمعہ، 30 اکتوبر کی شام یہ خبر پورے ملک میں نہایت رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دنیا سے رخصت ہوگئے۔ نمازِ جنازہ اگلے دن صبح طے تھی۔ پورے ملک سے عقیدت مندوں اور وابستگانِ مادرِ علمی کے قافلے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے لیے نکلنا شروع ہوگئے۔

عنداللہ مقبولیت

31 اکتوبر کی صبح اکوڑہ خٹک کا دامن حاضرین کو سمیٹنے سے قاصر تھا۔ اس قدر ہجوم تھا کہ ٹولیوں کی شکل میں وہاں پہنچنے والے ایک دوسرے سے بچھڑے بغیر نہ رہے۔ جب مرحوم کے صاحبزادے حضرت مولانا امجد علی شاہ مدظلہ نے نمازِ جنازہ کی تکبیر اولی کہی تو نمازِ جنازہ کی صفیں 5 کلومیٹر تک پھیلی ہوئی تھیں۔ محتاط ترین اندازے کے مطابق شرکائے نمازِ جنازہ کی تعداد 6 سے 7 لاکھ تک تھی۔ اس لیے جو حضرات اسے ملک کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ کہہ رہے ہیں، ان کا خیال کچھ غلط معلوم نہیں ہوتا۔ نمازِ جنازہ کے بعد حال یہ تھا کہ ایک دوسرے سے جدا ہوجانے والے حضرات کے موبائل حرکت میں تھے۔ کالوں کی کثرت کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے وہاں سروس ہی جام ہوگئی تھی۔ اہلِ ایمان کا اس طرح جوق درجوق مرحوم کو شرعی طریقے سے الوادع کرنے کے لیے پہنچنا، مرحوم کی عنداللہ مقبولیت ومحبوبیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

تعلقات کا وسیع دائرہ

حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کی عمر 86 سال تھی، سادات خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ والدین زمین دار تھے۔ مولانا مرحوم خود بھی طویل العمری کے باوجود اپنی طبعی سادگی اور جفاکشی کی وجہ سے زمین داری میں دلچسپی لیتے تھے۔ سادگی کا یہ حال تھا کہ مسجد کی تعمیر میں خود مزدوروں کی طرح کام کرتے ہوئے ذرا بھی عار نہ تھی۔ انتہائی مصروفیت کے باوجود ملاقاتیوں کو کھلا وقت دیتے اور نہایت خندہ پیشانی سے ان کی سنتے، اپنی سناتے۔ کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اکابر کے حالات وواقعات نقل کرکے کبھی محفل کو زعفران زار کردیتے اور کبھی حاضرین کی آنکھوں میں آنسو چھلکا دیتے۔ پشتو، اردو اور عربی کے علاوہ فارسی اور انگلش بھی بہت اچھی جانتے تھے۔ ان کے تعلقات کا دائرہ عالم عرب تک وسیع تھا۔

مؤ منانہ فراست مجاہدانہ جرأت

وہ ملکی حالات سے لے کر عالم اسلام کے مسائل اور بین الاقوامی سیاست پر بھی گہری نگاہ رکھتے تھے۔ انہوں نے ملک میں اسلام اور اہلِ دین کے خلاف کی جانے والی ہر سازش کو بروقت سمجھا اوراس کے تدارک کیلئے قائدانہ کردار ادا کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ اورصحابہ کے سچے عاشق تھے۔ختم نبوت کے محاذ پر کبھی پیچھے نہیں رہے۔ بڑھاپے کے باوجود مجلس تحفظ ختم نبوت کے جلسوں میں دوردراز کے اسفار کرتے رہے۔ وہ پاکستان کے مخلص اورملک وقوم کے مفادات ومضرات سے بخوبی آگاہ تھے۔انہوں نے کبھی شر انگیزی، تشدد اور اشتعال پر مبنی کاموں کی حمایت نہیں کی، بلکہ ایسی حکمت وبصیرت کے ساتھ جس میں مومنانہ جرات بھی جھلکتی تھی، اسلام کے ہر شعبے کا دفاع کیا۔

افغان جہاد میں نا قابل فراموش کردار

جہادِ افغانستان میں ان کا مقام کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی حکمت وبصیرت سے انہوں نے جہادِ افغانستان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے، وہاں خانہ جنگی کے خاتمے اور ایک اسلامی حکومت کے قیام کی اہم ترین ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ وہ مجاہد لیڈروں کے استاذ تھے۔ ان کے بہترین شاگرد افغانستان کے دینی، سیاسی وعسکری میدان میں ملت کی قیادت اور اہلِ حق کی نمایندگی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔حضرت شیخ الحدیث ان کے لیے ایک جہاں دیدہ قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔ طالبان امارتِ اسلامیہ کے دور میں وہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان بہترین رابطہ کاری کی سند سمجھے جاتے تھے۔

مشعل راہ

مادری زبان پشتو ہونے کے باوجود انہیں اردو زبان و بیان پر قابلِ رشک عبور حاصل تھا۔عمر رسیدگی کی حالت میں بھی ان کی آواز توانا تھی۔ درسِ حدیث علمی جواہر سے پر ہوتا۔ نہ صرف متون حدیث، بلکہ شروح اور متعلقہ ابحاث کی دیگر کتب کی بھی ان گنت عبارات ازبر تھیں۔ اس ضمن میں اکابر کے ارشادات اور واقعات سے وہ مشکل مسائل کو بے حد منقح اور انتہائی آسان کر کے پیش کر دیتے تھے۔

وہ اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک کو سیکولرازم کے رنگ میں رنگتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔اس لیے اپنی تقاریر میں جب اسلام مخالف قوتوں پر تنقید کرتے تو معلوم ہوتا کہ ایک شیر کی گرج سنائی دے رہی ہے۔حضرت مولانا دنیا سے تشریف لے گئے، مگر ایک ایسی زندگی جی کر دکھا گئے جو ہمارے لیے مشعلِ راہ رہے گی۔ ان سطور کی وساطت سے ہم ان کے علمی ونسبی ورثا اور اکابر جامعہ حقانیہ سے تعزیت کرتے ہیں کہ واقعی شیخ سے جدائی بہت حزن انگیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان جانے والے اکابر کے بتائے ہوئے راستے پر قائم رکھے اورانہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے، آمین! (بحوالہ ضرب مؤمن 11/18/15)